وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ

تلبیسات کنز الایمان

بریلوی علماء کے مشرکانہ عقائد و نظریات کی ایک جھلک
جو عرب ممالک میں ترجمہ قرآن کنز الایمان کی ضبطی کا سبب بنے۔

مع اعلان رابطہ اسلامی [illegible] ازبوظہبی

منجانب

جمعیت اہلسنت والجماعت (رجسٹرڈ) راولپنڈی
اسلام آباد

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

کی شان میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کی دریدہ دہنی

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر

یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

ہیں کہاں مالنیں سرکار کی عفت حرمت
کہہ دو مجرے کو بڑھیں پھولوں کا گہنا لے کر

حدائقِ بخشش حصہ سوم صہ ۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

امابعد۔ رابطہ عالم اسلامی اور رئاسة البحوث العلمیہ والافتار والدعوۃ والارشاد بالسعودیہ یعنی سعودی عرب کے مرکزی اور عالمی دارالافتار نے تقریباً ایک سال قبل مولانا احمد رضا خان بریلوی کے خود ساختہ ترجمہ قرآن مسمی کنز الایمان اور اس پر اُن کے تلمیذ خاص مولانا نعیم الدین مرادآبادی کے حاشیہ پر علمی اور تحقیقی غور وخوض کیا چونکہ ترجمہ اور حاشیہ دونوں مشرکانہ عقائد اور معنوی تحریف سے لبریز تھے اس لئے مذکورہ اداروں نے بڑے فکر و تدبر کے بعد یہ ریمارکس دئے۔

"یہ ترجمہ مختلف قسم کے جھوٹوں، من گھڑت باتوں اور ایسی تحریفات سے بھرا پڑا ہے جن کی اس سے پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی" انہی وجوہات کی بنا پر عالم اسلام سے اس کے ضبط اور تلف کرنے کی اپیل کی گئی۔ چنانچہ متحدہ عرب امارات نے اسے ضبط کر لیا۔ اور اب ایران نے بھی اس کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا ہے۔

ان پابندیوں کے بعد حال ہی میں مولانا احمد رضا خان اور مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی

صفائی میں مولانا محمد حمید الدین سیالوی نے ایک خط جلالۃ الملک شاہ فہد کے نام ارسال کیا جس کا عربی متن اور اردو ترجمہ ماہنامہ ضیا حرم دسمبر ۸۲ ۱۹ء و جنوری ۱۹۸۳ء کے شمارہ مولانا احمد رضا نمبر میں شائع ہوا۔ خط میں ان الزامات کی صفائی پیش کرنے کی لاحاصل کوشش کی گئی ہے۔ جو ان کے خود ساختہ ترجمۂ قرآن کی ضبطی کا موجب بنے تھے۔ لیکن "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مطابق سیالوی صاحب نے اپنی قدیم روایات کو برقرار رکھتے ہوئے خط میں انتہائی دجل و فریب سے کام لیا ہے۔ اصل حقائق پر پردہ ڈال کر صریح اور سفید جھوٹ کے ذریعہ شاہ فہد اور رابطہ عالم اسلامی کے اہل علم و فضل کو دھوکا دینے کی مذموم جسارت کی ہے۔

اس لئے ضروری تھا کہ ہم مولانا احمد رضا خان، مولانا نعیم الدین اور ان کی جماعت کے سرکردہ علماء کی کتابوں سے آیات قرآنی کی معنوی تحریف اور ان کے مشرکانہ عقائد و نظریات کی تفصیلات بغیر کسی تنقید و تبصرہ کے رابطہ عالم اسلامی کے علماء و فضلاء اور مفتی حضرات کی خدمت میں پیش کریں۔ تاکہ ان کے جھوٹ کا پول کھل جاتے۔ اور دنیا کو معلوم ہو جائے کہ رابطہ عالم اسلامی اور سعودی عرب کے عالمی دارالافتاء کا فیصلہ بالکل صحیح اور مبنی علی الحق ہے۔

درحقیقت اس جماعت کے ایمان و اعتقاد کا معیار مولانا احمد رضا خان کے فرمودات ہیں جو ان کے نزدیک قرآن و حدیث سے بھی زیادہ محبوب اور واجب العمل ہیں۔ اور انہیں اسی کی وصیت خان صاحب نے مرنے کے وقت کی تھی۔ اور وہی ان کے دین و مذہب کی اساس ہے۔ اس وصیت کا صرف آخری جملہ ملاحظہ فرمائیے۔

"میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض

سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف ص۱۰)

ہم نے ضیاء حرم میں اٹھائے گئے نکات کے مختصر سے جواب پر اکتفا کیا ہے اور بطور نمونہ چند مشرکانہ عبارات پیش کی ہیں ورنہ مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ کنز الایمان مولانا نعیم الدین کا حاشیہ اور بریلوی علماء کی تصانیف ایسی خرافات سے بھری پڑی ہیں۔ جن کے تفصیلی جوابات شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کی تصانیف …… ازالۃ الریب۔ تبرید النواظر اور مختار کل وغیرہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بریلوی گروہ کے دجل و فریب اور اس شرک و بدعت کے فتنہ سے پوری امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے۔

غیر اللہ سے امداد

ضیاء حرم کے مضمون نگار نے اپنی خیانت کا پہلا مظاہرہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تفسیر سے کیا جس میں شرکیہ جملے عمداً چھوڑ دئے۔ تاکہ اس طرح دھوکا دہی اور فریب کاری سے وہ مولانا احمد رضا خان اور مولانا نعیم الدین کی معنوی و تفسیری تحریف کے مردہ تابوت میں دوبارہ جان ڈال سکے۔ ہم اصل اور پوری عبارت نقل کرتے ہیں اور خط کشیدہ جملوں پر غور کرنے کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ جس سے روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے یا نہیں؟

قرآن مجید مذکور محشی مولانا نعیم الدین صد ۳۔

"اس میں رد شرک بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کے لئے نہیں ہو سکتی۔ ایاک نستعین میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بالواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ حقیقی مستعان وہی ہے۔ باقی آلات و خدام احباب وغیرہ سب عون الٰہی کے مظہر ہیں۔ بندے کو چاہئے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو

کارکن دیکھے۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدہ باطلہ ہے کیونکہ مقربان حق کی امداد، امداد الٰہی ہے۔ استعانت بالغیر نہیں۔ اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ اور اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی جاتی۔"

یہ ہے ان کی تلبیس اور دجل و فریب کا شاہکار۔ کہ جو عبارت مشرکانہ عقیدہ کی ترجمانی کر رہی تھی اسے شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے اور جو عام نوعیت کے جملے تھے وہ اپنی صفائی کے لئے پیش کر دئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ مشرکانہ عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے خان صاحب اور کئی دوسرے بریلوی علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اور بڑی شد و مد کے ساتھ اس عقیدہ باطلہ کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی عبارات ملاحظہ فرمائیے۔

اسی آیت کے ضمن میں بریلوی جماعت کے نامور مفتی احمد یار خان کی تشریح بھی قابل غور ہے۔

" ایاک نعبد وایاک نستعین۔ الآئیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے تو دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں رہ سکتا" (جاء الحق صہ ۲۰۹)

نیز

" انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا ان کو حاجت روا جاننا نہ شرک ہے اور نہ خدا کی بغاوت بلکہ عین قانون اسلامی اور منشاء الٰہی کے مطابق ہے" (جاء الحق صہ ۲۰۷)

مولانا احمد رضا خان کی تاویل بھی ملاحظہ فرمائیے۔

" یہی حال استعانت و فریاد رسی کا ہے کہ ان کی حقیقت خاص بخدا اور بمعنی وسیلہ توسل و توسط غیر کے لئے ثابت اور قطعاً روا بلکہ یہ معنی تو غیر خدا ہی کے لئے خاص ہیں"

(برکات الامداد صہ ۸)

مفتی احمد یار خان۔ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"یہاں لَاتَدْعُ کے معنی ہیں نہ پوجو۔ لہذا اس آیت میں اُن خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مُردہ کچھ مانگنا شرک ہے۔ خارجیوں کی یہ بکواس جہالت ہے۔" (جاء الحق صہ ۲۱۲)

مولانا محمد عمر اچھروی لاہوری لکھتے ہیں :۔

"اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصیبت میں پکارنا دنیا میں شرک کہو گے تو قبر میں اور قیامت میں آپ تم کو دُرکار دیں گے اور امداد نہ فرمائیں گے کہ دنیا میں تو نے مجھے چھوڑ دیا۔ قبر اور حشر میں میں نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ وہاں میرے نفع کا تو قائل نہ تھا۔ لہذا اب میں تیرا ضامن نہیں ہوں۔ آپ کا ناواقف ہونا بڑا نقصان ہے۔ آپ مسلمان عقیدت مندوں کی ہر صحیح مراد پوری فرماتے ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ رکھے تو نجدی ہے۔ آپ کی رحمت سے محروم اور بے نصیب ہے۔" (مقیاس حنفیت صہ ۱۹)

قارئین نے دیکھ لیا کہ بریلوی علماء کا نہ صرف یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ بلکہ صرف اللہ کریم کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنے والوں کو خارجی نجدی اور گمراہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بریلوی علماء اور عوام سب کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اولیاء کرام حاجت روا مشکل کشا اور مختار کُل ہیں۔ جو قرآن و سنّت کے بالکل منافی اور صریح مشرکانہ عقیدہ ہے۔ اس کی تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

مختارِ کُل

مولانا احمد رضا خان صاحب اور ان کی جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ساری کائنات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضۂ قدرت اور اختیار میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عز وجل کے نائب ہیں۔ تمام جہان حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں۔ جسے جو چاہیں دیں۔ جس سے جو چاہیں واپس لے لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ تمام جہان ان کا محکوم ہے۔ اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم ہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے۔ تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السموات والارض حضور کے زیر فرمان۔ جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور کے قبضہ میں کر دئے گئے ہیں۔ کہ جس پر جو چاہیں حرام فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرما دیں۔"

(بہار شریعت حصہ اول صہ ۲۲)

مولانا احمد رضا خان۔ ملفوظات حصہ چہارم صہ ۸۳ میں لکھتے ہیں۔

"رب العزت جل جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کر دئے جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت، کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی۔ مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی معنی ہیں انما انا قاسم واللہ یعطی۔"

مولانا احمد رضا خان برکات الامداد کے صہ۸ پر ربیعہ بن کعب اسلمی کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"الحمد للہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر فقرے سے وہابیت کش ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اَعِنّی فرمایا کہ میری اعانت کر۔ اسی کو استعانت کہتے ہیں۔ یہ درکنار حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلق طور پر سَل فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے۔ جانِ وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید و تخصیص فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے "

مولوی احمد رضا خان الامن والعلی صہ ۲۳۰، ۲۳۱ میں لکھتے ہیں۔

" یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود۔ کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں ـــــ بحمد اللہ صحابہ کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عز وجل کے تمام خزائن رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں صلی اللہ علیہ وسلم"

اسی روایت (ربیعہ بن کعب) کو نقل کرکے مفتی احمد یار خان اپنے مشرکانہ عقیدہ کو اس طرح صحیح ثابت کرنے کی نامشکور کوشش کرتا ہے۔

" ربیعہ ابن کعب نے حضور سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہو گئے بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے۔ کچھ اور بھی مانگو۔ یہ غیر خدا سے مدد مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں۔ اَعِنّی اے ربیعہ تم بھی اس کام میں میری مدد کرو۔ کہ زیادہ نوافل پڑھا کرو۔ یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے۔

سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا "کچھ مانگ لو" کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمانا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے۔ جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے

رب کے حکم سے دے دیں۔ کیونکہ دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے۔ اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔ اگر دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو تو ان کے آستانے پر آجاؤ اور جو چاہو مانگ لو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیائے کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں قبور اولیاء سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے۔ علمائے ظاہرین نے انکار کیا۔ صوفیاء کرام اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔" (جاء الحق صفحہ ۱۹۵، ۱۹۶)

یہی مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں :۔

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم بحکم پروردگار کونین کے مالک و مختار ہیں۔ زمین کے مالک آسمان کے مالک اپنے رب کی عطا سے جحیم کے مالک رب کے احکام کے مالک انعام کے مالک خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا۔ دونوں جہان آپ کے قبضہ و اختیار میں جس کو جو چاہیں وہ اپنے رب کی عطا سے عطا فرما دیں۔ جس کو جس سے چاہیں محروم کر دیں۔ اور جس کے لئے جو چاہیں حلال فرما دیں اور جو چاہیں حرام۔ غرضیکہ دونوں جہاں کے شہنشاہ کونین کے مالک و مولا ہیں۔" (سلطنت مصطفیٰ صفحہ ۱۳)

اختیارات اور تصرفات کی ایک من گھڑت کہانی امام بریلوی احمد رضا خان کی زبانی سنئے :۔

" ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے۔ وہ نہ دیتا تھا۔ فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دوکان الٹ دوں گا اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل کا گذر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے۔ انہوں نے دوکاندار سے فرمایا۔ جلد روپیہ اسے دے ورنہ دوکان

الٹ جائے گی۔ لوگوں نے کہا حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے۔ فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کچھ بے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے۔ پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا۔ اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا۔ اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے۔ اور میں دوکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا۔

ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رب عز و جلّ نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک وسیع تھا اور اس میں قیامت تک میرے مریدین کے نام تھے۔ اور مجھ سے فرمایا وھبتم لک میں نے یہ سب تمہیں بخش دیئے۔" (ملفوظات حصہ دوم صد ۶۳)

اہل قبور کے تصرفات کی برکت سے ان صلحاء کا معاشقہ پروان چڑھتا ہے جس کی شرمناک مثال امام الطائفہ مولوی احمد رضا خان کے حوالہ سے ملاحظہ ہو۔

"حضرت سیدی عبدالوہاب حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر چلے آتے تھے کہ ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی۔ فوراً نگاہ پھیر لی حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔ مگر وہ آپ کو پسند آگئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوتے۔ ارشاد فرمایا (صاحب مزار نے فرمایا) کہ عبدالوہاب! وہ کنیز تمہیں پسند ہے۔ عرض کی ہاں۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا۔ اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی نذر کر دی۔ ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کاہے کی۔ فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔" (ملفوظات حصہ سوم صد ۳۸، ۳۹)

یہی وہ مشرکانہ عقائد ہیں جنہیں سیالوی صاحب نے بہتان تراشی اور الزام تراشی قرار دیا ہے۔ حالانکہ ایسے فاسد نظریات کو قرآن و سنت اور اسلامی تعلیمات کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اگر یہ عقائد صحیح تسلیم کر لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ تمام اختیارات تفویض کر کے خود ریٹائرڈ ہو گیا ہے۔ اور انبیاء اور اولیاء جو چاہیں سو کریں ہر ایک چیز کے مالک و مختار وہی ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

عقیدہ حاضر وناظر

مولانا احمد رضا خان بریلوی اور ان کے معتقدین علماء اور عوام سب کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اولیاء اور شہداء وغیرہ ہر وقت ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، کائنات کی کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں۔ اس مشرکانہ عقیدہ کی تفصیلات مولانا احمد رضا خان اور ان کی جماعت کے ذمہ دار علماء کی عبارات سے ملاحظہ فرمائیے۔

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا صہ۳۳۔ آیت ۱۴۲۔ حاشیہ ۲۵۹

خان صاحب کا خود ساختہ ترجمہ۔ "اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ"

اس من گھڑت ترجمہ پر مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔

"اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکرم الٰہی نور نبوت سے ہر شخص کے حال اور اس کی حقیقت ایمان اور عمل نیک و بد اور اخلاص ونفاق سب پر مطلع ہیں۔"

حضرات آپ نے دیکھا کہ یہ دونوں حضرات اپنے مشرکانہ عقیدہ کو قرآن مجید کی آیات کی غلط اور خود ساختہ ترجمہ و تفسیر سے ثابت کرنے کی کس طرح جسارت کر رہے ہیں۔ ان کی

...الت کے نامور مفتی احمد یار خان کے فرمودات بھی قابلِ غور ہیں وہ لکھتے ہیں۔

"عالم میں حاضر وناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سُنے۔ یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے۔ اور صدہا کوس پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے۔ یہ رفتار خواہ صرف روحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ یا اُسی جسم سے ہو جو قبر میں مدفون یا کسی جگہ موجود ہے۔" (جاء الحق صہ ۱۳۸)

اس عقیدہ فاسدہ باطلہ کی تفصیلات مولانا احمد رضا خان سے مزید سنئے۔

"لا الہ الا اللہ کے غلاموں اور اولیاء کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے۔ پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کَیْفَ اَصْبَحْتَ تم نے کیوں کر صبح کی۔ عرض کی اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا میں نے صبح اس حال میں کی کہ میں سچا مومن تھا۔ ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے۔ عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میری پیش نظر ہے۔ جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں۔

ارشاد فرمایا تم پہنچ گئے ہو۔ اطمینان رکھو۔ پھر فرمایا ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اولیائے کرام فرماتے ہیں کوئی پتّہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔" (ملفوظات حصہ ۴ صہ ۷۵، ۷۶)

مزید لکھتے ہیں :-

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھا لی ہے۔ تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں۔ جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

اور حضور کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنائت فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد (ولی) نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے۔ انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔ ان کے بعد شیخ بہاء الملة والدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے۔

اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار ہیں۔ اعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شیخ عبدالقادر جیلانی) قصیدہ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔ نَظَرْتُ اِلیٰ بلاد اللّٰہ جمعًا۔ کخردلۃ علی حکم اتصال۔ یعنی میں نے اللہ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے ملاحظہ کیا۔ اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا بلکہ علی الاتصال تھا۔" (ملفوظات حصہ ۱۔ صہ ۳۲)

مولانا احمد رضا خان سے کسی نے عرض کیا۔

"حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد۔ اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۱ صہ ۱۲۷)

مزید لکھتے ہیں:-

"سبع سنابل شریف میں سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا۔ اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی۔ حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ

تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا ہے ۔ یہ کیونکر ہو سکے گا.

شیخ نے فرمایا۔ کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں حاضر ہو گیا تو کیا تعجب ہے ۔ یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ مثالیں (یعنی جسم مثالی) حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے ۔"

(ملفوظات حصہ ۱ ۔ صہ ۱۲۸)

مولانا محمد عمر لاہوری لکھتے ہیں :۔

"فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا" لفظ شہادت سے صاف ظاہر ہے کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہو سکتی ہے۔ ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا اور شہادت صادقہ حاضر و ناظر ہونے سے ہی کہلا سکتی ہے ۔ ورنہ شہادت کا ذبہ کہلائے گی۔ یا شہادت علی الشہادت کہلائے گی ۔ شہادت کا ذبہ تو معاذ اللہ آپ کی طرف نسبت ہی نہیں ہو سکتی ۔ اور شہادت علی الشہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں"

(مقیاس حنفیت صہ ۲۶۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں :۔

كَافَّةً لِّلنَّاسِ کے جملے نے ثابت کر دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے تا قیامت مرسل بنا کر بھیجا ہے اور رسول کو اپنی امت کی اطلاع اور مشاہدہ ہو تو ہی اُن کی رسالت درست ہو سکتی ہے ۔ اور اسی مشاہدہ کو حاضر ناظر کہا جاتا ہے ۔"

(مقیاس حنفیت صہ ۲۶۶)

بریلوی علماء کے اس عقیدہ باطلہ کی ایک اور دلیل سنئے ۔ مولانا محمد عمر لاہوری لکھتے ہیں "ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کر کے منکر نکیر ایک ہی وقت میں کریں" یا مقامات

پر اٹھا کر بٹھاتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کروڑ ہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبوروں میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اُسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ایک ہی وجود اظہر اللہ کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑ ہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوگیا۔ اور ایک ہی وقت میں روئے زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں۔ جو اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی کروڑ ہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں اور خواص کو بلا نوم و بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں جیسے کہ قبور میں اہلِ قبور کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دارو مدار ہے۔ اسی طرح فوق الارض بھی ہر اہلِ ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر کی مچھلیاں نگل جائیں اور غذا بنالیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذات بابرکات کو جو نفس کے واپس آنے سے اولیٰ تر ہیں۔ انہی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔

اب عالم برزخ میں بھی آپ کا حاضر و ناظر ہونا۔ عالم دنیا میں بھی اور عالم ملکوت میں اور لامکان میں بھی حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوگیا"۔ (مقیاس حنفیت: صہ ۲۰۰)

مولوی محمد عمر کی ایک اور شرمناک دلیل بھی ملاحظہ ہو۔

"حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعْرَسْتُمُ اللَّیْلَۃَ فرمایا کہ کیا تم نے جماع کیا ہے۔ آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں"۔ (مقیاس حنفیت صہ ۲۸۲)

جناب سیالوی صاحب مکتوب کے صفحہ ۱۶۷ میں بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں۔

"ہم اس گروہ سے پوچھتے ہیں جنہوں نے اس بلیغ ترجمہ اور بدیع حاشیہ کے بارے میں شور و غوغا برپا کر رکھا ہے۔ اور ایسے متقی اور پاک باز عالم پر شرک اور گمراہی کی تہمت لگائی ہے۔ انہوں نے کس دلیل سے استناد کیا ہے اور کس حجت پر اعتماد کیا ہے۔"

ہم سیالوی صاحب پر واضح کرتے ہیں کہ ہم نے انہی کے امام احمد رضا خان کے خود ساختہ ترجمۂ قرآن اور گروہ بریلوی کے علماء کی کتابوں سے استناد کرتے ہیں۔ اگر یہ استناد صحیح نہیں ہے تو پھر اس کے بطلان کا ثبوت پیش کرنے کی جرأت کریں۔ یا اپنے ان پیشواؤں کے مشرکانہ عقائد سے برأت کا اعلان کریں۔ تاکہ کل اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور شرمسار نہ ہونا پڑے۔

علم غیب

بریلوی علماء اور عوام کا یہ مشرکانہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ انبیاء و اولیاء کو ہر وقت ہر چیز کا علم ہے اور خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و مایکون کا علم حاصل ہے۔ اگرچہ مکتوب کے صفحہ ۱۶۷ میں بڑی عیاری سے اس حقیقت کا انکار کر کے دھوکا دینے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ مکتوب کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔

"کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بعض امور غیبیہ پر مطلع کیا ہے"

حالاں کہ ان سب کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام جمیع علوم غیبیہ جانتے تھے۔

بلکہ مولوی احمد رضا خان نے "نبی" کے مسلمہ لغوی معنوی۔ اصطلاحی اور شرعی معنی سے چشم پوشی کر کے ایک نیا معنی وضع کیا ہے۔ تاکہ ان کے اس عقیدہ باطلہ کو تقویت پہنچے

کہ نبی علیہ السلام کو جمیع علوم غیبیہ حاصل تھے۔ مولوی احمد رضا خان نے سورۃ احزاب کی پہلی آیت یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی)۔

سورہ احزاب کی آیت ۲۸ کا ترجمہ یاایہا النبی۔ اے غیب بتانے والے (نبی) اسی طرح سورہ تحریم کی آیت ۹ کا ترجمہ یاایہا النبی اے غیب بتانے والے (نبی)

ہم سیالوی صاحب سے پوچھتے ہیں کیا یہ "بلیغ ترجمہ" ہے یا خود ساختہ؟ کیا یہ تحریف معنوی کی بدترین مثال نہیں ہے؟ اور اس پر طرہ یہ کہ مولوی محمد عمر تو اسی تحریف شدہ ترجمہ کو لغوی، اصطلاحی اور شرعی قرار دینے میں ذرا بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔

"نبی کے معنی ہی غیبی خبر رکھنے والے کے ہیں"۔ (مقیاس حنفیت ص ۲۲۳)

اس خود ساختہ ترجمہ پر مفتی احمد یار خان مہر تصدیق ثبت فرماتے ہیں۔

" یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اور نبی کے معنی ہیں خبر دینے والا۔ اگر اس خبر سے صرف دین کی خبر مراد ہو تو ہر مولوی نبی ہے۔ اور اگر دنیا کے واقعات مراد ہوں تو ہر اخبار۔ ریڈیو۔ خط۔ تار بھیجنے والا نبی ہو جاوے۔ معلوم ہوا کہ نبی میں غیبی خبریں معتبر ہیں۔ یعنی فرشتوں کی اور عرش کی خبر دینے والا، جہاں تار۔ اخبار کام نہ آسکیں وہاں نبی کا علم ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کے معنی میں داخل ہے"۔ (جاء الحق ص ۴۷)

قرآن مجید میں "نبی" کی معنوی تحریف کے بعد اب ان کے مشرکانہ عقیدہ کے دلائل ملاحظہ کیجئے۔

مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:۔

" بیشک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق سے غرب۔ عرش سے فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموات

والارض کا شاہد بنایا۔ روزِ اول سے روزِ آخر تک ماکان وما یکون انہیں بتایا۔ اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرّہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر ہر رطب ویابس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وکرّم۔

(مجموعہ رسائل حصہ اول صہ ۱۲۶، ۱۲۷)

نیز۔ "ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ تعالیٰ عز وجل نے تمام موجودات جملہ ماکان وما یکون الی یوم القیمۃ جمیع مندرجات لوحِ محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب وسماء وارض وعرش وفرش میں کوئی ذرّہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔"

(مجموعہ رسائل حصہ اول صہ ۱۲۹)

"یہ شرق تا غرب وسماوات وارض وعرش تا فرش وماکان وما یکون من اوّل یوم الی آخر الایام سب ذرّے ذرّے کا حال تفصیل سے جاننا وبالجملہ جملہ مکتوبات لوح ومکنونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔"

(مجموعہ رسائل حصہ اول صہ ۱۴۷)

وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ کے ترجمہ میں مولانا احمد رضا کی تحریف ملاحظہ ہو۔

" اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں"۔ اس بلیغ ترجمہ پر بدیع حاشیہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

سورہ انعام حاشیہ صہ ۹۳۔ **فائدہ۔** اس سے صاف واضح ہو گیا کہ اس آیت کریمہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب پر مطلع کئے جانے کی نفی کے لئے سند بنانا ایسا ہی

بے محل ہے جیسا کہ کفار کا ان سوالات کو انکار نبوت کی دستاویز بنانا بے محل تھا۔ علاوہ بریں اس آیت سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کسی طرح مراد ہی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس صورت میں تعارض بین الایات کا قائل ہونا پڑے گا وَھُوَ بَاطِلٌ مفسرین کا یہ بھی قول ہے کہ حضور کا لَا اَقُوْلُ لَکُمْ الایۃ فرمانا بطریق تواضع ہے۔

لَا اَعْلَمُ کی معنوی تحریف اور خود ساختہ تفسیر کو بنیاد بنا کر اپنے مشرکانہ عقیدہ کی مولانا احمد رضا خان اس طرح وضاحت کرتے ہیں۔

"منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے روز اول سے قیامت تک کے تمام ماکان ومایکون کا علم تفصیلی مانا جاتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ماکان ومایکون علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم سمندر وں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک لہر قرار پاتا ہے۔" (مجموعہ رسائل صہ ۱۴۹)

دوسرے مقام پر لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ کی تشریح کرتے ہوئے مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں

"سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے اس لئے کہ اے کافرو تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو۔ ورنہ واقع میں مجھے ماکان ومایکون کا علم ملا ہے۔" (خالص الاعتقاد صہ ۳۵)

مفتی احمد یار خان نے اس آیت کی تحریف میں اپنے استاد اور امام کو بھی مات دے دی۔ وہ لکھتے ہیں:-

"میرے پاس اللہ کے خزانے بھی ہیں اور میں غیب بھی جانتا ہوں۔ مگر ان کا دعویٰ نہیں کرتا ــــ نیز یہاں لَکُمْ میں کفار سے خطاب ہے یعنی اے کافرو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں۔ تم چور ہو۔ چوروں کو خزانے نہیں بتلائے جاتے تم شیطانوں

کی طرح اسرار کی چوری نہ کر لو۔ رب تعالیٰ نے بھی شیطان کو آسمانوں پر جانے سے اس لئے روکا کہ وہ چور ہے۔ یہ تو صدیق سے کہا جاوے گا کہ مجھے خزائن الٰہیہ کی کنجیاں سپرد ہوئیں نیز یہاں عندی فرمایا کہ بتایا کہ خزانہ میرے پاس نہیں میری ملک میں ہیں۔ (جاء الحق صہ ۱۹)

اور اس جماعت کے سرخیل علامہ امجد علی اعظمی لکھتے ہیں۔

"اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی۔ زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے"۔ (بہار شریعت حصہ اول صہ ۱۴)

مولانا محمد عمر لاہوری لکھتے ہیں:۔

"اگر اللہ رب العزت "الغیب" کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اسی کی طرف ضمیر راجعہ کے منسوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کل غیب ہے جب عطا کنندہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کل غیب عطا کر کے سراہے تو اس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جا سکتا ہے تو یہ سَلُوْنِیْ (الحدیث) آپ کا فرمان غیب کلی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عطائی نہ ذاتی اسی واسطے حضرت عمر نے رضیت باللہ ربا کا پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا مغیبات خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علم غیبیہ کلیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل ہے اس واسطے و بالاسلام دینا کا اقرار کیا۔ اور چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم امور خمسہ کا آپ (عمر ؓ) کو یقین تھا اسی بنا پر و بمحمد نبیا ارشاد فرمایا۔ (مقیاس حنفیت صہ ۲۴۳)

مزید لکھتے ہیں۔

"اللہ پاک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دست قدرت سے علوم کلی عطا کر

کے سینہ بھرپور کر دیا ___ لیکن منکر پھر بھی آپ کے علم کُلی کے عقیدہ رکھنے والے کو فتویٰ شرک لگا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کلی کی تنقیص کرے۔ تو اس کو میں یہی کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے۔" مقیاس حنفیت ص۲۸۴

لگے ہاتھوں ان صالحین کی انبیاء سے گہری عقیدت کی ایک اور شرمناک دلیل بھی سنتے جائیے تاکہ ان کی جھوٹی محبت کا راز بھی فاش ہو جائے۔ بریلوی جماعت کے امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:۔

"انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لئے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرما دی جاتی ہے۔ اس حیات پر وہی احکام وغیرہ ہیں۔ ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج کو نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبد الباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطاہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔"

(ملفوظات ص۲۲ حصہ سوم)

قارئین ہی بتائیں کہ یہ استناد اور حوالہ جات ان کے مشرکانہ عقائد کی منہ بولتی دلیل ہیں یا نہیں؟ اس سے بڑھ کر انہیں اور کونسی سند درکار ہے۔

بشریت انبیاء

جناب سیالوی صاحب مکتوب کے صفحہ ۷۵ پر مولانا احمد رضا خان اور مولانا نعیم الدین کی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مترجم اور محشی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ انبیاء ورسل کو بشر نہیں مانتے۔ یہ ایک صاف جھوٹی تہمت ہے۔ دونوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء ورسل بشر ہیں یہ دونوں عالم انبیاء کی بشریت پر پختہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور جو شخص انبیاء ورسل کی بشریت کا انکار کرے وہ ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے"

اس میں بھی سیالوی صاحب نے جھوٹ بولنے میں ہی عافیت سمجھی ہے۔ حالانکہ مذکورہ وضاحت کے بالکل برعکس نعیم الدین سمیت اس جماعت کے تمام علماء کا فتویٰ ہے کہ انبیاء کو بشر کہنا کفار کا دستور اور گمراہی ہے۔ ہم یہاں ان علماء کی عبارات کو من وعن پیش کر کے سیالوی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ نعیم الدین مراد آبادی، محمد عمر لاہوری اور احمد یار خان گجراتی وغیرہ ان کے مذکورہ بالا فتویٰ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں؟

مولانا نعیم الدین کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

اسی ترجمہ اور تفسیر کے ص ۵ ح ۱۳ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ کے تحت لکھتے ہیں۔

"مِنَ النَّاسِ فرمانے میں لطیف رمز یہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات وانسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف وخوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ یوں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں۔

مسئلہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل وکمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اس لئے قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔ اور درحقیقت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے"

سورہ ہود آیت ۲۷ حاشیہ ۵۴ کے تحت لکھتے ہیں:۔

"اس امت میں بہت سے بدنصیب سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہتے اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی سے بچائے۔"

جاء الحق صہ ۱۷۳ میں مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں۔

"بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہوئی کیونکہ وہ ہی ابوالبشر ہیں اور حضور علیہ السلام اس وقت نبی ہیں جب کہ آدم علیہ السلام آب و گل میں ہیں خود فرماتے ہیں۔ کُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّيْنِ۔ اُس وقت حضور نبی ہیں بشر نہیں۔ سب کچھ صحیح لیکن ان کو بشر یا انسان کہہ کر پکارنا۔ یا حضور علیہ السلام کو یا محمد یا کہ اے ابراہیم کے باپ یا اے بھائی۔ یا وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے۔"

مولانا محمد عمر لکھتے ہیں۔

"اور احناف کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہہ کر پکارنا کفر ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ بشر انبیاء علیہم السلام کو حقارتہً کفار کہا کرتے تھے۔" (مقیاس حنفیت ۲۳۴)

مولانا محمد عمر صفحہ ۲۳۵ پر جلی حروف میں لکھتے ہیں۔

"وہابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مثل بشر کہتا ہے اور حنفی آپ کو بے مثل نور کہتا ہے۔ تم سوچو کہ کون ہو؟" (مقیاس حنفیت صہ ۲۳۵)

مقالہ نگار تو اس بات کو جھوٹی تہمت قرار دے رہے تھے کہ بشریت انبیاء کا انکار یہ ہم پہ بہتان ہے اور ہم بشریت انبیاء کے انکار کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں مگر خود ان کے امام اور پیشوا جن کی صفائی کے لئے وہ جھوٹ۔ فریب اور غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں وہی بشریت انبیاء کے انکار میں پیش پیش ہیں۔ اب یہ فیصلہ وہ خود ہی کریں کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا نہیں؟ درحقیقت یہ

انبیاء اور خصوصاً امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کر کے انہیں نور من نور اللہ ثابت کرنے کی فکر میں ہیں۔

چنانچہ مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں۔

"اللہ عزوجل نے بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے۔ یعنی اپنی ذات سے بلاواسطہ پیدا فرمایا۔" (مجموعہ رسائل حصہ اول ۴۵ ، ۶۹ ، ۷۰)

مولانا محمد عمر لاہوری لکھتے ہیں۔

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متکلم ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہوگی۔"

(مقیاس حنفیت صہ ۲۵)

ایک اور مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب لکھتے ہیں۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں نور ہیں اور لباس آپ کا بشریت ہے۔ آپ نور مجسم ہیں اور بشریت کے لباس میں تشریف لائے ہیں۔ (کتاب آنا جانا نور کا صہ ۲۱۸)

"قارئین غور فرمائیں کہ یہ لوگ ایک طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور من نور اللہ ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں تو دوسری طرف خود "ابوالنور" ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں گویا کہ نبی تو نور ہیں اور یہ ابوالنور ہیں۔ ع

ببیں تفاوت راہ کجا است تا بکجا

خان صاحب کا دین و مذہب

مولوی نعیم الدین مراد آبادی آیت وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کے حاشیہ کے میں جلی حروف میں لکھتے ہیں۔

"گیارھویں۔ فاتحہ۔ تیجہ۔ چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقات نافلہ ہیں۔"

قارئین اس "بدیع حاشیہ" کی ستم ظریفی پر غور فرمائیں کہ صحابہ۔ تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کو یہ تفسیر نہ سوجھی مگر پیٹ کے ان پجاریوں کو اس کے سوا کوئی اور تفسیر پسند ہی نہ آئی۔ محشی نے ایک ہی سانس میں دو سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ ایک تو قرآن مجید کی تفسیر بالرائے کی ناپاک جسارت کی ہے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن مجید کی اپنی رائے سے تفسیر کرنے والا اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ اور دوسرا وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ کی صریح خلاف ورزی کر کے پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے قرآنی آیات ہی کو دلیل بنایا ہے۔ حقیقت میں ان لوگوں کا مطمح نظر

صرف مال و دولت ہے ان کی فکر کی معراج ہر رطب و یابس اور حلال و حرام سے پیٹ بھرنا ہے۔ اور ان کی یہ ہوس مرتے دم تک پوری نہیں ہوتی۔ مرنے کے وقت جب کہ انسان کو اپنی غلطیوں پر ندامت اور عاقبت کی فکر دامنگیر ہوتی ہے، اس نازک وقت میں بھی ان صلحا کو پیٹ کا جہنم بھرنے کی تدابیر سوجھتی ہیں۔ چنانچہ ان کے امام اور پیشوا مولوی احمد رضا خاں نے مرنے سے صرف دو گھنٹے ۱۲ منٹ پہلے جو وصیت فرمائی تھی وہ ملاحظہ ہو

"اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔

دودھ کا برف خانہ ساز۔ اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ۔ خواہ بکری کا شامی کباب۔ پراٹھے۔ اور بالائی۔ فیرینی۔ اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم۔ گوشت بھری کچوریاں۔ سیب کا پانی۔ انار کا پانی۔ سوڈے کی بوتل اور دودھ کا برف۔"

مولانا احمد رضا خاں سے کسی نے دریافت کیا۔

"میت کے سوم کا کس قدر وزن ہونا چاہئے۔ اگر چھواروں پر فاتحہ دلا دی جائے تو ان کا کس قدر وزن ہو؟"

"الجواب۔ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں۔ اتنے ہوں جس میں ستر ہزار عدد پورا ہو جائے"

(عرفان شریعت حصہ اول ص۲)

قارئین غور فرمائیے۔ کہ جب شریعت نے کوئی وزن مقرر نہیں کیا تو پھر خان صاحب کو یہ زریں نسخہ کہاں سے ہاتھ آ گیا؟ یہی وہ دین و مذہب ہے جس پر عمل پیرا ہونے کی وصیت خان صاحب نے مرنے کے وقت فرمائی تھی۔

حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے، اللہ توفیق دے۔"

(وصایا شریف صہ ۹)

اس بنا پر ان کے متبع علماء نے پھر ایسے رسم و رواج کو فروغ دینے کے لئے کتابیں تصنیف کیں اور فضیلت حلوہ و شہد فضیلت گوشت اور فضیلت پراٹھا وغیرہ پر بڑی نفیس بحث کی ہے۔ دیکھئے مولوی محمد عمر لاہوری کی کتاب "مقیاس حنفیت"۔

ان لوگوں کو نہ تو کسی کے یتیم بچوں کا پاس و لحاظ ہے۔ نہ بیوہ سے ہمدردی ہے اور نہ ہی متوفی کے ترکہ میں اس کے وارثوں کے حق کا خیال ہے بس انہیں تو پیٹ کا جہنم بھرنے کی فکر ہے۔

آل سعود اور حرمین شریفین کے ائمہ کے ساتھ بغض و کینہ

ضیائے حرم کے مکتوب کے صفحہ ۱۵۲ میں سعودی حکومت کی تعریف و تحسین کر کے انہیں اپنی خیرخواہی اور ہمدردی کا یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ اس چاپلوسی کے ذریعہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔" مرحوم و مغفور ملک الفیصل کی محبوب شخصیت نے مسلمانوں کی بکھری ہوئی صفوں کو منظم و متحد کرنے کے لئے جو مخلصانہ کاوشیں کی ہیں اس کا انکار ممکن نہیں۔ اس کے بعد شاہ خالد مرحوم بھی مسلمانوں کی شیرازہ بندی کے لئے جدوجہد میں مصروف رہے اور موجودہ فرماں روا جلالۃ الملک فہد بن عبدالعزیز اطال اللہ بقاہ اپنے عظیم بھائی کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سرگرم

عمل ہیں"۔

یہ سب کچھ تصنع اور ریاکاری پر مبنی ہے جب کہ ان کے دل آلِ سعود کے بغض و کینہ سے لبریز ہیں۔ انہوں نے شاہ ابن سعود اور ان کے خاندان کے متعلق جن مغلظات اور سب و شتم کی بھرمار کی ہے اور ان کی تکفیر تک کی جسارت کی ہے اس کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

"ابن سعود خذلہ الملک المعبود" اور "ابن سعود قبحہ الملک الودود"

تجانب اہل السنۃ صہ ۲۵۷، ۲۵۹ - از حزب الاحناف لاہور

"کفار نجد کے اس مجموعہ خبیثہ میں اور بھی بکثرت کفریات قطعیہ وارتدادات یقینیہ کھلے کھلے پھر رہے ہیں۔ مگر آدمی کے کافر و مرتد ہوجانے کے لئے معاذ اللہ ایک ہی کفر وارتداد بس ہے۔" (تجانب اہل السنۃ صہ ۲۶۳)

شاہ ابن سعود کے فرزندان ارجمند ان ۱۳۵۹ھ میں ہندوستان تشریف لائے تھے ان کے بمبئی پہنچنے پر مسجد زکریا کے خطیب مولانا احمد یوسف نے اُن کا شاہانہ استقبال کیا جس کی وجہ سے بریلوی جماعت کے سب چھوٹے بڑے سیخ پا ہوگئے چنانچہ اسی غیض و غضب کو مولوی حشمت علی ان الفاظ میں اگلتا ہے۔

" امام زکریا مسجد بمبئی احمد یوسف نے مردود ابن سعود کے بیٹوں کا استقبال اور آداب بجالایا۔ حکومت نجدیہ وابن سعود نجدی اور اس کے بیٹوں کی تعریف کی۔ نجدی مرتدوں کی مدح و ثنا میں قصیدے پڑھے گئے۔" (تجانب اہل السنۃ صہ ۲۶۰)

" امام مذکور نے صرف اپنے اعمال و اقوال سے غضب الٰہی کا استحقاق کمانے عرش الٰہی کے لرزانے، اسلام و سنّت کو ڈھانے، مخلوق خدا کو لعنت خداوندی کی طرف

بلانے۔ سنّت سے روک کر بدعہبی پر جمانے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے حکومت شقیہ نجدیہ کی دعوت کو صحیح اور ایسی درست بتاکر جس میں کجی و نقصان نہیں، اور وہابیہ نجدیہ کو مسلمان ٹھہرا کر نجدی مرتدوں کے عقائد کفریہ کی بھی تحسین و تائید کی اور بحکم شریعت مطہرہ ایسا شخص کافر و مرتد ہو گیا۔ (کتاب بجانب اہل السنۃ صہ ۲۷۰)

مولانا نعیم الدین مرادآبادی سے قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کی تشریح ملاحظہ ہو۔

"اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کو بُرا کہنا اہلِ باطل کا قدیم طریقہ ہے۔ آج کل کے باطل فرقے بھی پچھلے بزرگوں کو بُرا کہتے ہیں روافض خلفائے راشدین اور بہت صحابہ کو خوارج حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء کو، غیر مقلد ائمہ مجتہدین بالخصوص امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو، وہابیہ بکثرت اولیاء و مقبولان بارگاہ کو، مرزائی انبیاء سابقین کو قرآنی (چکڑالی) صحابہ و محدثین کو، نیچری تمام اکابرین کو برا کہتے اور زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب گمراہی میں ہیں۔ اس میں دیندار عالموں کے لئے تسلی ہے کہ وہ گمراہوں کی بدزبانیوں سے بہت رنجیدہ نہ ہوں۔ سمجھ لیں کہ یہ اہل باطل کا قدیم دستور ہے۔"

(کنزالایمان صہ ۶ حاشیہ ۱۹)

سیالوی صاحب جیسے "بدلیع" حاشیہ فرما رہے ہیں۔ یہ اس کی ایک جھلک ہے۔ جس میں پوری دنیا کے مسلمانوں کو کافر اور گمراہ قرار دیا گیا ہے اور خود صالح اور دیندار ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ ان کی نظر میں ساری دنیا کے مسلمان کافر ہیں۔ مسلمان صرف یہی منتشر کانہ عقائد والے بریلوی ہی ہیں۔

ایک آدمی نے سوال کیا کہ حرمین شریفین کے اماموں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ لہٰذا آپ صحیح مسئلہ سے آگاہ کریں۔

الجواب وہو الموفق للصواب

حرمین شریفین خلدہما اللہ تعالیٰ کے امام غیر مقلد نجدی ہیں لہٰذا ان کے علاوہ سنی علماء جو دوسرے ملکوں سے حج کے لئے جاتے اکثر اپنی جماعت علیحدہ کراتے ہیں۔ لہٰذا وہاں کوشش کرنا کہ اہل سنت کا کوئی گروہ مل جائے تو ان کے ساتھ جماعت سے پڑھتے رہیں۔ اور کوئی سنی امام نہ ملے تو پھر اکیلا فریضہ بغیر جماعت ادا کرتے رہنا۔

ابو الخلیل غفر لہٗ خادم الافتاء رضویہ لائلپور ۷۵-۱۱-۲۵

اسی طرح کا ایک اور سوال اور جواب ملاحظہ ہو۔

کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت موجودہ دور میں جنرل ضیاء الحق (صدر مملکت پاکستان) جنرل سوار خان (چیف آف آرمی سٹاف) چوہدری ظہور الٰہی۔ پیر پگاڑا وغیرہ بڑے بڑے لیڈر جو دیوبندیوں وہابیوں اور سعودی عرب کے نجدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور ان کے متبع علماء اہل سنت کے فتویٰ کے مطابق مسلمان ہیں یا کافر و مرتد؟

سائل جمیل احمد رضوی سیالکوٹ

الجواب

حضور پُر نور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جملہ علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک دیوبندیوں وہابیوں نجدیوں رافضیوں وغیرہ مرتدین کو مسلمان سمجھنے اور ان کی اقتدا کرنے والا بلا امتیاز کافر و مرتد ہے۔ خواہ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا۔

مولوی محمد عمر لکھتا ہے۔

"اس طرح حجاز میں ۱۲۲۰ھ میں سعود امیر وہابیہ نجدیہ نے تمام قبے شہید کر دئے۔ حتٰی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا"

(مقیاس حنفیت صہ ۵۷۰)

یہ کتنا بڑا اور سفید جھوٹ ہے۔ روضہ اطہر آج بھی اپنی نرالی شان کے ساتھ قائم دائم ہے۔ مگر بریلوی جماعت کے مقتدر عالم کتنا بڑا جھوٹ لکھ رہے ہیں۔

مولوی محمد عمر لاہوری کے جھوٹ کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔

"مدینہ طیبہ میں نجدی کی طرف سے ایک مولوی عبدالخیر دیوبندی مفتی مقرر ہے۔ اہالیان مدینہ اس کو اکثر برائی سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اس نے حکماً روضہ انور کے اندرونی و بیرونی جوانب میں اور مسجد کے ستونوں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور پر نور شفیع یوم النشور کی شان میں ترکوں نے پتھروں پر جو آیات شریفہ مثلاً اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وھکذا معہا کندہ کروائی تھیں لوہے کی چھینیوں سے چھلوا دیا ہے۔ اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحہ چسپاں کر کے آیات کو بند کر دیا ہے۔ اور جس جس جگہ آپ کے اسماء گرامی مکتوب تھے روغن سے پلستر کر کے مٹا دئے گئے ہیں۔ اور جالی پاک میں جہاں مواجہ مبارک کی جانب یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیتل کی ڈھلائی میں لکھا ہوا تھا اُس سے لفظ یا کو کاٹ دیا گیا ہے۔ اور آپ کے اسم پاک کو ہتھوڑوں سے کوٹ کر ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرکہ مقامات میں ترکوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں مثلاً جنت البقیع کے جانب مشرق مسجد بغلہ و مسجد توبہ وغیرہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اُحد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر تھی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید کر دی گئی

ہے۔ مسجد حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تمام سنگ مرمر اور عشرہ مبشرہ کے مکانوں کا سنگ مرمر اکھاڑ کر ابن سعود بن عبد العزیز اپنے دار الخلافہ ریاض میں لے جاکر اپنے مکانات میں استعمال کر چکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو مسمار کر کے مزروعہ زمین کی طرح برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی ان تمام کو شہید کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے۔ مثلاً جبل ابو قبیس پر ایک مسجد تھی جو حرم سے بیٹھے جنوب مشرق میں نظر آرہی ہے۔ اور اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان وہیں پڑھی۔ اس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابو جہل کے مکان میں ٹٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اس کا بدلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی مکان کو شہید کر کے اوپر جبل ڈبرانڈ ڈالا جا رہا ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ (مقیاس حنفیت ص ۵۳۸، ۵۳۹)

یہ سب جھوٹ کا پلندہ ہے اور آل سعود کے قابل رشک کارناموں سے لوگوں کو متنفر کرنے کی ایک مذموم سازش ہے۔ جبل ابو قبیس پر واقع مسجد بلال آج تک موجود ہے مگر مولوی محمد عمر لکھتے ہیں کہ اسے شہید کر دیا گیا ہے۔ ایک طرف تو لکھتے ہیں "نظر آرہی ہے" اور دوسری طرف لکھتے ہیں شہید کر دیا گیا۔ اسے کہتے ہیں دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت والا مقدس مکان آج بھی عالی شان عمارت میں موجود ہے۔ مگر مولانا عمر کس قدر مکروہ اور غلط تاثر دے رہے ہیں۔

مولانا حشمت علی لکھتے ہیں:۔

فرقہ احرار اشرار بھی فرقہ نیچریت کی ایک شاخ ہے۔ اس ناپاک فرقے کے

بڑے بڑے مُکلّبین یہ ہیں۔

ملکی حجی امام خوارج مبلّغ وہابیہ ایڈیٹر النجم عبدالشکور کاکوروی۔ صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجودھیا باشی۔ شبیر احمد دیوبندی۔ عطاء اللہ بخاری۔ حبیب الرحمٰن لدھیانوی احمد سعید دہلوی۔ نائی عن الاسلام کفایت اللہ شاہجہانپوری۔ عبدالغفار خان سرحدی گاندھی۔ اس فرقہ کا سرغنہ ابوالکلام آزاد ہے جو امام الاحرار کہلاتا ہے۔ مرتد عبدالشکور ایڈیٹر النجم خارجی کاکوروی کے عقائد خبیثہ کی تفصیل بارغ مع رد بالغ ملاحظہ ہو۔"

(تجانب اہل السنۃ صہ ۱۶۰)

مولانا احمد رضا خان کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیے۔

"غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور جو اس کے پیرو ہوں (تمام علماء دیوبند جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال۔ بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔"

(کتاب السنیۃ الانیقہ صہ ۱۰۹)

قارئین! ہم نے احمد رضا خان اور ان کے پیروکار چوٹی کے علماء۔ مفتیوں۔ مصنفوں اور مفسروں کی تصانیف سے چند حوالہ جات بطور نمونہ کے پیش کئے ہیں۔ جن سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ کنز الایمان نامی ترجمہ قرآن سمیت ان کی تمام تصانیف ایسے خرافات سے بھری پڑی ہیں۔ بنابریں رابطہ عالم اسلامی کا ان کے خود ساختہ ترجمہ قرآن کی ضبطی کا فیصلہ قابلِ تقلید کارنامہ ہے۔ ان کا یہ اقدام عامۃ الناس کو شرک و بدعت کے اس فتنہ سے بچانے کے لئے بے حد موثر ثابت ہوگا۔ ہم حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ